بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق جہان و جہانیان

بسلخ عمر ماہ رجب خسرو شہر حیدرآباد محبوب علی خان بہادر سکندر جاہ مظفر الممالک بقاء ما عمر



حیات ماہ لقا

۱۳۲۴ھ

۱۹۰۶ء

مرتبہ مولوی غلام صمدانی خان گوہر صاحب مولف کتب تزک محبوب و دربار آصف و روضۂ آصف وغیرہ و مدیر اخبار جلوۂ محبوب وکیل عدالت ہائے سرکار عالی

در مطبع نظام المطابع بازار چھتہ حیدرآباد دکن طبع گردید

کنیز احمد کاتب

تمہید

ماہ لقا بائی کے نام سے کون واقف نہیں ہے - اور چندا جی کا نام کون ہے جو سنا نہیں - اوسکو انتقال کئے ابھی سو برس بھی پورے نہیں ہوئے - جسکا مقبرہ عالیشان اور سرا کوہ شریف کے پائین مین واقع ہین - جہان ہر سال عرس شریف کے موقع پر ہزارون تماش بین اور زائرین فردکش ہوتے ہین - جسکو حیدرآباد دکن کا ہر امیر فقیر اور برنا و پیر جانتا ہے - اور یہ بات بھی ہر ایک کو معلوم ہے کہ ماہ لقا بائی لطیفہ گوئی - بذلہ سنجی - شاعری - مروت - اخلاق - فیاضی - دولت ثروت - حکومت مین اپنے زمانہ مین یگانۂ روزگار مانی جاتی تھین - باراکم ۹۸ سو برس کے پیشتر ہزارون اشخاص بلکہ لاکھون ماہ لقا بائی کے جمال جہان آرا کے مشتاق - اور اوسکی نظر عنایت کے امیدوار رہتے تھے افسوس ہے کہ اب وہ ماہ لقا بائی موجود ہے اور نہ اوسکے چاہنے والون کا وجود باقی ہے - امتداد زمانہ نے بالکل کایا پلٹ دیا ہے - ایک ماہ لقا بائی پر ہی کیا منحصر ہے - ہر ایک انسان کیلئے یہی معاملہ درپیش ہے - مگر اب بھی ماہ لقا بائی کا کلام اور حالات اوسکے نام کو باقی رکھنے والے اور اوسکی یاد کو تازہ کرنیوالے زمانہ مین موجود ہین - عام دستور کے موافق ایک ایسا زمانہ آنیوالا ہے کہ اب جو کچھ بچا بچایا قبر کا نشان اور مقبرہ و سرا موجود ہین اونکا بھی پتہ نہ ملیگا - سب زمین کے برابر ہو جائینگے - لیکن یقینی کلام اور حالات اب تک باقی رہے اور آیندہ بھی باقی رہینگے -

چنانچہ ہم نے بڑی جستجو اور بعد تلاش سے ماہ لقا بائی کا ہندی دیوان اور خاندانی حالات بہداد فراہم کر کے طبع کرائے ہین - جو ہدیۂ ناظرین ہین - اگر ہماری خوش قسمتی سے پبلک نے اسکو قدر دانی کی نظر سے دیکھا اور لطف اوٹھایا تو ہماری محنت و مشقت ثمر خیز ہو گئی - اور بصورت بالعکس بھی ہمین شکایت اور گلہ نہین ہے فقط

۲۱ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۴ھ
حیدرآباد دکن - دار الشفا

سلطنت آصفیہ کا نمک خوار
گوہر حیدرآبادی

۷۸۶

چندا بی بی المخاطب ماہ لقا بائی
کے
خاندانی حالات اور حسبی و نسبی واقعات

جس زمانہ مین کہ ہندوستان جنت نشان کی زمام فرمان روائی حضرت ابوالفتح نصیرالدین محمد شاہ بادشاہ فردوس آرامگاہ کے دست قدرت مین تھی - اور شہر جہان آباد (دہلی) پر سرسبزی و شادابی کے باعث جوبن پھٹا پڑتا تھا - ایک شخص غریب الوطن مفلس و آوارہ - لیکن شریف خاندان - عالی ہمت خواجہ محمد حسین خان نام قصبۂ بارہہ (جو سادات زیدی کا مسکن و مقام ہے) کا رہنے والا وارد دہلی ہوا - چونکہ ملکی و مالی حالات سے ماہر سلیقہ شعار - بلند فطرت تھا - اسلئے بسبب جبلی اپنی جوہر کاردانی کے باعث احمد آباد (گجرات) کے ناظم کیطرف سے کروڑگیری پر مامور ہوا - مزاج مین عیاشی اور حسن پرستی کا چسکا بہت تھا اسلئے عقد کے لئے کسی خوبصورت عورت کے تلاش شروع کی - اتفاقاً ایک بزرگ خواجہ زادگان سے کاٹھیاواڑ کے رہنے والے احمد آباد (گجرات) مین مقیم تھے لیکن غربت کے باعث بغایت مستغنی المزاج دولت دنیا سے فارغ و بیفکر رہتے تھے - اون کو ایک لڑکی ماہ پیکر - رشک حور چندا بی بی نام موجود تھی - چنانچہ خواجہ محمد حسین خان نے پیام بھیجکر

اون بزرگ کو راضی کیا - اور اوس لڑکی کو اپنے حبالۂ عقد مین لایا - ایک مدت کے عیش و کامرانی مین (۱۹) بچے پیدا ہوئے - مگر حوادث روزگار کے باعث اکثر کم سنی مین چل بسے - صرف پانچ بچے مثل حواس خمسہ زندہ باقی رہے - جو آئندہ عمر طبعی کو پہونچے اون مین دو لڑکے غلام حسین و غلام محمد نام تھے - اور تین لڑکیان جنکو نور بی بی - بون بی بی سیدہ بی بی کہتے تھے -

چونکہ فلک کجرفتار کی چال ایک وضع پر نہین رہتی - اور خواجہ محمد حسین خان کی زندگی ہمیشہ عیش و طرب مین گزرتی تھی - اسکے ساتھہ اصراف و فضول خرچی بھی طبیعت مین بہت تھی - چنانچہ اس اصراف و فضول خرچی کے بدولت ذاتی رقم کے علاوہ بہت کچھہ سرکاری امانتی رقم بھی خان مذکور کے تصرف مین آگئی - دشمنون نے اس کی خبر ناظم احمد آباد کو پہونچائی - فوراً حسابات کی جانچ پڑتال کی گئی - جس مین کچھہ واجبی اور کچھہ غیر واجبی بدر نکالی گئی - بدر کی مقدار ایسی زیادہ تھی کہ جسکی ادائی محال تھی - آخر خواجہ محمد حسین خان نے بپاس آبرو کمال سراسیمگی کے حالت مین فرار پر کمر باندھی - اور اپنے وطن مالوفہ کو روانہ ہوگیا - بیوی بچون کو مصیبت کا شکار بنایا - اور بلدۂ احمد آباد مین بیکس و لاوارث چھوڑ گیا - جب ناظم گجرات کو محمد حسین خان کے فرار کی خبر لگی تو تمام نقد و جنس جو کچھہ موجود تھا ضبط کر لیا - بلکہ چندا بی بی کو بھی معہ اوسکے چھوٹے چھوٹے بچون کے نظربند کیا -

چندا بی بی کی فراری

چند روز ان بیکسون نے تھوڑے بہت متفرق اشیاء جو ضبطی سے بچے ہوئے تھے اون کو بیچکر غربت کے ساتھہ جوار باجرا کھاکر نظربندی مین گزارا - جب کچھہ بھی نرہا تو چندا بی بی نے فاقہ کشی سے تنگ آکر آخر فرار کی ٹھرائی - اور بچون کو لیکر آبادی کو چھوڑ جنگل کا راستہ لیا -

چندا بی بی کا قصبہ دبولیہ مین پہونچنا

چنانچہ چند روز کی صحرانوردی کے بعد چندا بی بی کسا گدہ

بمقتضائے قضا و قدر قصبہ دیولیہ مین ہوا۔ جہان یہہ غمزدہ معہ اپنے کم سن بچون کے اتفاقات وشامت کے باعث بہگتیون کے محلہ مین قیام پذیر ہوئی۔ اور بہگتیون نے ان غریب الوطنون پر ترس کہا کر چندے اون کی توبسری کا سامان کر دیا۔ لیکن چند روز کے بعد ان بہگتیون نے چندا بی بی کو یہہ ترغیب دی کہ اب حسب و نسب کو طاق پر رکھکر ان لڑکیون کو جو حسن و جمال مین ماہ چہاردہ ہین رقص و سرود کی تعلیم دلائی جائے۔ تاکہ کسب معاش و تحصیل قوت کا ذریعہ نکلے۔ اور فراغت سے گزرے۔ اول تو چندا بی بی نے اس تجویز کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا۔ لیکن جب بیکسی اور فاقہ کشی پر نظر ڈالی تو آخر اوس تجویز پر کاربند ہونا پڑا۔ چنانچہ لڑکیون کو رقص و سرود کی تعلیم دلانا شروع کی۔

راجہ سالم سنگہ کی خبرگیری

اندنون قصبہ دیولیہ کا حاکم (راجہ) سالم سنگہ نام نہایت ناموس شجیع۔ حسن و جمال مین بے نظیر۔ مال و دولت جمعیت و حشمت کی زیادتی کے باعث صوبہ گجرات مین مشہور تہا۔ جب اوسکو خواجہ محمد حسین خان کے عیال و اطفال کی بے سروسامانی کی کیفیت معلوم ہوی تو بلحاظ سرداری اون کی خبرگیری شروع کی اور ان مصیبت زدون کے رہنے کے لئے ایک مکان بہی دیا۔ اور اوس کے ساتہہ ضروری اسباب بہی مہیا کر دیا۔

راجہ سالم سنگہ کا عشق میدہ بی بی کے ساتہہ

چند روز کے بعد چندا بی بی کی چہوٹی لڑکی میدہ بی بی کے حسن و جمال نے سالم سنگہ کو ایسا شیفتہ و شیدا کیا کہ صبر و قرار جاتا رہا چنانچہ اوس دوشیزہ حور پیکر کے رام کرنے کے لئے تحفہ و تحائف بہیجنا شروع کیا۔ بعد چند روز کے چندہ بی بی سے اپنا مافی الضمیر ظاہر کیا۔ جسکو چندا بی بی نے بمصلحت وقت قبول کیا۔ اور میدہ بی بی کو ہم آغوشی کے لئے راجہ سالم سنگہ کے گہر بہیجدیا

مہتاب بی بی کا تولد

کچہہ مدت کے بعد راجہ سالم سنگہ کے صلب سے میدہ بی بی کو ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ جسکا نام مہتاب بی بی رکہا گیا۔ لائق تحریر ہونے

اِس نومولود لڑکی کے متعلق یہہ حکم لگایا کہ یہ لڑکی آئیندہ کسی امیر ذیشان یا وزیر والا تدبیر کی حرم محترم ہوگی۔ چنانچہ یہہ پیشین گوئی بہت صحیح ثابت ہوئی جس کا ذکر آئیندہ آویگا۔

سالم سنگھ کی زوجہ کا سیدہ بی بی پر جادو کرنا

الحاصل جب سیدہ بی بی کے بطن سے یہ لڑکی پیدا ہوئی تو راجہ سالم سنگھ کی محبت روز بروز زیادہ ہونے لگی ادھر راجہ سالم سنگھ کی منکوحہ رانی نے رشک و حسد کے باعث سیدہ بی بی پر جادو۔ منتر۔ جنتر کرنا شروع کیا۔ چنانچہ اوس کی تاثیر سے ایک روز سیدہ بی بی دفعتاً مثل مرض سکتہ کے بےحس و حرکت ہوگئی۔ بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ طایر روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا ہے۔ چونکہ فضل ایزدی شامل حال اور رشتہ حیات مضبوط تھا۔ اسلئے تعویذ۔ فلیتہ۔ جنتر۔ منتر سے چند روز کے بعد سیدہ بی بی کا مزاج درست ہوگیا۔

چندا بی بی کا انتقال

لیکن اِس صدمہ جانکاہ سے سیدہ بی بی کی ماں چندہ بی بی نے یکایک انتقال کیا۔ جس سے یہہ نوجوان لڑکیاں سخت خایف اور ہراسان ہوئین۔ اور خیال پیدا ہوا کہ کہین ہمارا حال بھی ایسا نہ ہوجاے۔ اِس لئے اپنے اپنے جانکی حفاظت کرنے لگین

بھگتیوں کیساتھہ تینوں لڑکیوں کی فراری

جس زمانہ مین کہ چندا بی بی اپنی لڑکیون کے ساتھہ قصبۂ دیولیہ کے بھگتیون کے محلہ مین فرودکش ہوئی اور بعد از انکار بسیار رقص و سرود کی تعلیم لڑکیون کو دلانا شروع کی تھی اور سیدہ بی بی کو رام سنگھ کی ہمخوابی کے لئے بھیجا تھا تو نور بی بی اکثر شوق و محبت سے بھگتیون کے گھر جاکر گانے بجانے کی تعلیم حاصل کرتی اور گھر مین آکر اپنی چھوٹی بہن بولن بی بی کو بھی اوس کی تعلیم دیتی تھی۔ چنانچہ یہہ دونون بہنین علم موسیقی مین اعلےٰ درجہ کی ماہر ہوگئین۔ اور بھگتیون کو تعلیم دینے کے باعث ان لڑکیون پر ہر طرح کی حکومت ہوگئی تھی۔ جب چندہ بی بی کا انتقال ہوگیا تو

میدان صاف ہوگیا - اور ان بھگتیون نے اپنے کمانے اور نفع پیدا کرنیکی خواہش مین یہہ تجویز کی کہ میدہ بی بی کو سالم سنگہ کے گھر سے بھگا کر سب یکجا ہو کر کسی دوسرے ملک مین بھاگ کر چلے جائین - اور وہان ان لڑکیون کے ذریعہ خوب کمائین -

چونکہ جادو منتر کا خوف ان لڑکیون کے دل مین بیحد بیٹھا ہوا تھا اسلیئے اس تجویز پر فوراً راضی ہوگئین - اور ایک تقریب کے موقع پر قابو پا کر میدہ بی بی کو راجہ سالم سنگہ کے گھر سے نکال لائے - اور سب کے سب معہ بھگتیون کے فرار ہوگئے - چنانچہ صوبہ مالوا کے راستہ سے دریائے نربدا عبور کر کے ملک دکن کو روانہ ہوئے - مگر اس پریشانی اور دوڑ دھوپ مین میدہ بی بی کے دونون بھائی غلام حسین و غلام محمد (جو اس سفر مین ساتھ تھے) کہین چھوٹ گئے - حتے کہ ہمیشہ کے لئے مفقود الخبر ہوگئے - اب ان لڑکیون کے پاس کوئی محرم مرد کی صورت نہ تھی -

بھگتیون کا معہ لڑکیون کے برہانپور پہونچنا - اور تبدیل نام کرنا

یہہ زمانہ ہندوستان مین فردوس آرامگاہ محمد شاہ کی بادشاہی کا تھا - اور نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر برہانپور مین معہ لشکر فیروزی رونق افروز تھے - چنانچہ یہہ بھگتیے لڑکیون کو لیکر بعد قطع مراحل سنہ ١١٦١ھ مین اولاً وارد برہانپور ہوئے - اور لشکر فیروزی مین قیام کیا - جب لشکر فیروزی برہانپور سے کوچ کر کے اورنگ آباد آیا تو یہہ بھی لشکر فیروزی کے ساتھ ساتھ اورنگ آباد آئے - چونکہ ان لڑکیون کو تحصیل معاش کا کوئی ذریعہ نہ تھا اسلئے اورنگ آباد پہونچنے کے بعد بھگتیون کے ترغیب سے رقاصی کا پیشہ اختیار کر کے اپنے کو شہرت دین اور اس شہرت کے ساتھ اصلی نام تبدیل کر کے نور بی بی پنج کنور بائی* - اور

*: لفظ کنور کے اختیار کرنے کا اسباب ان لڑکیون کے دل مین یہہ پیدا ہوئے کہ کنور کا لفظ عمدہ اور بہتر ہے کیونکہ جو راجہ زادگان اور فرزندان راجہ ہوتے ہین اون کو کنور سے مخاطب کرتے ہین چنانچہ اس وجہ انہون نے اپنے اپنے نام کے ساتھ یہہ عمدہ لفظ ازاد کیا تھا - اور آیندہ ہم بھی ان کو انہین پیارے نامون سے یاد کیا کرین گے - ۱۲

بولن بی بی بولن کنور بائی - اور سیدہ بی بی سراج کنور بائی - اور مہتاب بی بی مہتاب کنور بائی سے موسوم ہوئین - اور مہتاب کنور بائی کو (جو راجہ سالم سنگہ کے صلب سے تھی) معہ سراج کنور بائی کے گھر مین چھوڑ کر یہہ دونون ناچ گانے کو جانے لگین - چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ مین ان کی شہرت ایسی ہوگئی کہ اکثر امرا و اعزا کے پاس ناچ و مجرے کی طلبی ہونے لگی - اور راج کنور بائی کا اختلاط و ارتباط امرائے آصفجاہی سے ایسا بڑہا کہ ہر ایک انہین کا دم بھرنے لگا -

عماد الدولہ بہادر و بہادر شاہ اور آصف جاہ بہادر کا انتقال

جن ایام مین کہ آصف جاہ نظام الملک بہادر برہانپور مین مشغول سیر و شکار تھے - اوایل سنہ ۱۱۶۱ھ مین یہ خبر بد آئی کہ احمد شاہ ابدالی نے دھلی پر چڑہائی کی - اور عماد الدولہ چین قمر الدین خان مدار المہام سلطنت مقتول ہوئے - اور محمد شاہ بادشاہ نے وفات پائی -

بمجرد استماع اس خبر وحشت اثر کے نواب آصف جاہ بہادر کی خاطر شگفتہ پژمردہ ہو گئی چونکہ سن شریف بھی عمر طبعی کو پہونچ چکا تھا - اسلئے دفعتًا مزاج مبارک جادۂ اعتدال سے منحرف ہوا - اور ضعف و نقاہت کی زیادتی ہوئی - اطباء حاذق حاضر ہوئے - علاج شروع کیا گیا - اور ۲۷ر جمادی الاول سنہ ۱۱۶۱ھ کو برہانپور سے کوچ کر کے زینا باد کے جنوب رویہ لشکر فیروزی کا مضرب قیام ہوا - لیکن افسوس ہے کہ مرض مین افاقہ نہ ہوا - روز بروز ترقی پذیر ہوتا چلا - آخر ۵ر جمادی الثانی سنہ ۱۱۶۱ھ روز یکشنبہ کو اس اولوالعزم اور نامدار رئیس اعظم (آصف جاہ بہادر) نے اعلیٰ علیین کا راستہ لیا - بعد انتقال مغفرتمآب کے لقب سے ملقب ہوئے - انا للّٰہ و انا الیہ راجعون -

مہتاب کنور بائی کو ارسطو جاہ بہادر کا اپنے نکاح مین لانا اور صاحب جی صاحبہ خطاب ملنا -

اس کے چند روز بعد وہ پیشین گوئی جو نجومیون نے مہتاب کنور بائی کے نسبت کی تھی اوسکا ظہور ہوا یعنی احتشام جنگ رکن الدولہ بہادر مدار المہام

سلطنت آصفیہ مہتاب کنور بائی کے حسن خداداد کے ایسے والہ و شیدا ہوئے کہ اوسکی ماں (راج کنور بائی) کو راضی کر کے مہتاب کنور بائی کو اپنے عقد شرعی میں لایا۔ اور صاحب جی صاحبہ خطاب عطا کیا۔

ارسطو جاہ بہادر کے دل میں مہتاب کنور بائی کی محبت و الفت نے ایسا گھر کیا تھا۔ اور اوس کے طالع بلند نے ایسی یاوری کی تھی کہ سیر و شکار۔ سفر و حضر۔ بلکہ مہمات جنگی میں بھی بہ تجمل و احتشام ہاتھی پر سوار رکن الدولہ کے ہمراہ رہتی تھی۔ اور جہاں کہیں قیام ہوتا تو تمام فوج شاہی صف باندھکر آداب بجالاتی۔

جب ارسطو جاہ بہادر۔ راؤ اعظم مادہو راؤ پنڈت پردہان کی ملاقات کے لئے پونہ کو روانہ ہوئے تو مہتاب کنور بائی بھی ساتھ تہین۔

بہرحال ارسطو جاہ بہادر کو مہتاب کنور بائی کی جدائی اور مفارقت ایک ہنٹ کے لئے بھی گوارا نہ تھی۔ اور ارسطو جاہ بہادر کے خاطر و خوشی کے لئے اکثر امرائے نامدار و منصبدار شاہی۔ مہتاب کنور بائی کا کمال اعزاز و احترام کرتے تھے۔ چنانچہ ظفر الدولہ مبارز الملک بہادر اور شیر الدولہ بہادر جیسے امرائے نامدار زنانی ڈیوڑھی (مہتاب کنور بائی کا محل) پر حاضر ہو کر مراسم سلام نیاز اور عیدین کے مبارکباد بجالاتے تھے اور محل سرا (مہتاب کنور بائی) کے اندر سے ان امرائے نامدار کو پاندان رخصت مرحمت ہوتا تھا۔

علاوہ برین خود رکن الدولہ بہادر بھی نہایت عزت و توقیر فرماتے تھے۔ جسکے باعث رکن الدولہ بہادر کے بھائیان شرف الدولہ شرف الملک بہادر۔ میر حامد یار خان ارسلان یار جنگ بہادر اور میر ایزدیار خان حشمت جنگ بہادر بھی کمال ادب سے آداب بجالاتے تھے۔ جب رکن الدولہ بہادر نے شہادت پائی تو مہتاب کنور بائی اپنی اصالت و نجابت کے باعث مثل پردہ نشینان عفت مآب کی گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور ہمیشہ پنجگانہ نماز اور روزہ۔ وظائف و اوراد۔ تسبیح و تہلیل میں تمام عمر بسر کی۔

مان کنور بائی کا تولد

اورنگ آباد کی سکونت کے زمانہ مین راج کنور بائی حاملہ ہوئی اور بعد ایام مقررہ وضع حمل ہونے پر ایک لڑکی پری پیکر۔ حور منظر پیدا ہوئی جسکا نام مان کنور بائی رکھا گیا۔ یہہ لڑکی ایسی حسین و مہ پارہ تھی کہ ایام دوشیزگی و خورد سالی مین ہی نواب بسالت جنگ شجاع الملک بہادر (جو نواب میر نظام علیخان بہادر کے بھائی تھے) نے اوس کے حسن لاثانی کے والہ و فریفتہ ہوکر اپنے محل مین لاکر رکھا۔ اور نواب ممدوح اوس سے اس قدر محبت و دلبستگی رکھتے تھے کہ اگر کبھی مان کنور بائی بمقتضائے کم سنی لہو و لعب مین مشغول ہوتی تو آپ بھی اوسکے پاس خاطر سے اوس لہو و لعب مین شریک ہوجاتے۔ مگر افسوس ہے کہ یہہ حور منظر ایک لڑکا پیدا ہونے کے بعد انتقال کی۔ جس کا داغ نواب معزکے دلپر بیحد ہوا

بسالت خان بخشی صرف خاص سے راج کنور بائی کا تعلق پیدا ہونا

جب ان بہنوں نے (کیونکہ یہہ لڑکیان انھین کے زیر اطاعت تھین) لشکر آصفجاہی مین اپنے پیدائش و کمائی کی صورت دیکھی تو مستقل طور پر قیام کرلیا۔ اور راج کنور بائی سے اکثر امرائے آصفجاہی محبت و الفت کرنے لگے۔ کیونکہ راج کنور بائی بہ نسبت اپنے دوسری بہنون کے نہایت مقبول صورت نیک سیرت۔ صاحب اخلاق اور بامروت تھی مگر کسی کا بھی کمند مدعا راج کنور بائی کے محل مقصود پر نہ پہونچا۔ اور حسب نوشت ازلی و تقدیر لم یزلی راج کنور بائی کا نقش محبت امیر نامدار نواب بسالت خان بہادر آصفجاہی بخشی صرف خاص کے لوح دل پر درست بیٹھا۔

اب یہان پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ناظرین کے دلچسپی اور معلومات کے لئے نواب بسالت خان بہادر بخشی صرف خاص کے حسب و نسب اور خاندانی حالات کا کسیقدر تذکرہ کیا جائے۔ جس سے مہ لقا بائی (جسکی یہہ سوانح عمری ہے) کے حسب و نسب کی کیفیت۔ عالی خاندانی۔ کا حال۔ شرافت و نجابت کے اسباب ظاہر ہون۔

اگر تھوڑا سا غور کر کے انصاف سے کام لیا جائے تو یہہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ مہ لقا بائی کے

عالی خاندانی کا سلسلہ نہایت نامور اور شریف خاندان سے تھا - لیکن قضا و قدر کے معاملہ میں کسکو چارہ ہے - خواجہ محمد حسین خان کا اصراف و فراری - عیال و اطفال کی بیکسی و بے خبرگیران مفقود - پرورشی کا ذریعہ مسدود - زمانۂ غربت - رذیل صحبت - مجبور و معذور - ناقص رائے کے باعث رقاصی کا پیشہ اختیار کرنا پڑا - جس سے خاندان کی عظمت برباد گئی کلنک کا ٹیکا ماتھے پر ہمیشہ کے لئے نمایاں رہا - ورنہ ماہ لقا بائی کے عادات و اطوار - لیاقت و ہوشیاری - فیاضی و جرأت - گفتگو اور سلیقہ - مروت و اخلاق - اوقات و وضع کی پابندی - صوم و صلوٰۃ کا خیال - یہ سب کچھ اعلی خاندانی اور نجیب الطرفینی کے پورے پورے موید و معین تھے -

سیدہ بی بی عرف راج کنور بائی (ماہ لقا بائی کی ماں) نے بمقتضائے وقت رقاصی کا پیشہ اختیار کیا تھا - لیکن وہ شریف خاندان ضرور تھی - کیونکہ اوس کی ماں چندا بی بی احمد آباد گجرات کے ایک بزرگ کی دختر نیک اختر تھیں - اور اوس کا باپ خواجہ محمد حسین خان قصبہ بارہہ کا رہنے والا ایک شریف خاندان کے یادگار تھا - بہرحال راج کنور بائی کو صلب اور بطن دونوں پاک و صاف ملے تھے - پھر عجیب کیا ہے کہ اوس کی لڑکی ماہ لقا بائی جو ایک شریف و نجیب خاندان کے رکن امیر نامدار بسالت خان بہادر بخشی صرفخاص کے صلب سے پیدا ہوئی ہو - جملہ اوصاف حمیدہ سے متصف نہو - اور حسب و نسب کے عادات و خصائل اوسکو ورثہ میں نہ ملے ہوں - چنانچہ اسی باعث ماہ لقا بائی من حیث المجموع جملہ صفات حسنہ کا مجموعہ تھی - خیر آمدم بر سر مطلب -

بسالت خان بہادر بخشی صرفخاص کی خاندانی حالات

بسالت خان بخشی صرفخاص کا اصلی نام بہادر خان تہا - اور بسالت خان کا موروثی خطاب پیشگاہ سرکار آصف جاہ بہادر سے عطا ہوا تھا - آپ (بسالت خان بہادر) میرزا سلطان نظر المخاطب بسالت خان و صلابت خان معظم خان کے خلف اکبر و ارشد تھے - جن کے

خاندانی واقعات تاریخ فتحیہ میں اس طرح مرقوم ہیں کہ۔

مرزا سلطان نظر کے حالات

آپ (لبالت خان بہادر) کے دادا میرزا محمد یار قوم جغتہ برلاس جو شہر بلخ کے معزز و عالی خاندان سے تھے۔ صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ کے عہد میں وارد ہندوستان ہوئے۔ بعد چندروز کے بزمرہ منصبداران شاہی ملازمت حاصل کی۔ اور ایک شریف خاندان کی بانو سے عقد کیا۔ پروردگار عالم نے ایک فرزند نرینہ عطا فرمایا۔ جس کا نام میرزا سلطان نظر رکھا گیا۔ اور تعلیم و تربیت نہایت عمدگی اور احتیاط سے کی گئی۔ بعد چندے اپنی ذکاوت طبع کے باعث شاہان وقت کے اعلےٰ اور ممتاز خدمات انجام دیں۔ چنانچہ آپ (مرزا سلطان نظر) کو محمد اعظم شاہ کے زمانہ شاہزادگی میں صلابتجان کا خطاب سرفراز ہوا تھا۔ اور حسب الحکم حضرت خلد منزل رسالۂ محمد اعظم شاہ کے متعلق آپ کو ایسا اقتدار حاصل تھا کہ افراد مناصب پر رسالہ کے آپ ہی کی دستخط ہوتے تھی۔ اور یہ بھی حکم تھا کہ جب کبھی منصبداریں لیاقت و فراست موجود ہو تو منصب دو بستی سے دو ہزاری تک اپنی دستخط سے اجرا کریں۔

تاریخ فتحیہ میں لکھا ہے کہ "حضرت خلد منزل نے داروغہ عرض مکرر کو حکم صادر فرمایا کہ محمد اعظم شاہ کے رسالہ کے ملازموں کا منصب دو بستی سے دو ہزاری تک لبالت خان کی مہر سے جاری کیا جائے کیونکہ ہم نے اس رسالہ کی بخشیگری مثل بخشی اول کے لبالت خان کے سپرد کی ہے۔ اور خدمت داروغگی داغ و تصحیح و امینی ہفت چوکی و داروغگی خزانہ اوس رسالہ کی بزن خان کے نام مقرر کیجاتی ہے۔ علاوہ بریں ساتھ لاکھ اشرفی کے توڑے (جو دفتر شاہی میں مہر جلالی لکھی جاتی تھیں) ارابہ پر بار کر کے خان موصوف کو پہونچا دئے جائیں۔ اور تاکید کیجائے کہ یہ رقم ملازمین رسالہ کی تنخواہ میں تقسیم ہو۔ اور سرخ رنگ کے ڈیرے کچہری بخشیگری اور دیوانی داغ و تصحیح و خزانہ کے لئے تیار کر کے اپنے خیمہ کے پاس کھڑے کئے جائیں"۔

چنانچہ ان خدمات و اعزاز کی سرفرازی کے بعد تقریباً دو ہزار تین سو منصبداریں اکثر اعظم شاہی

اور بیدار بخت اور والاجاہی اور باقی اشخاص اجنبی تھے جو شاہزادہ کی سفارش سے خانمعز کے رسالہ مین نوکر ہوئے تھے مرحمت ہوئے۔

جب شاہ عالم بہادر نے ہندوستان سے دکن کے جانب محمد کام بخش پر فوج کشی فرمائی تو فوج کا پیش خیمہ خان موصوف کے تفویض کیا گیا۔ اور چغتائی خان پیش خیمہ کے ہمراہ متعین ہوا اور بادشاہ نے چغتائی خان کو ارشاد فرمایا کہ تم کو اس ولایت سے کما حقہ واقفیت نہین ہے۔ اسلئے بصوابدید بسالت خان کام کرنا چاہئے چنانچہ ہر دو سردار باتفاق لشکر کے ترتیب اور انتظام کیا کرتے تھے جب بہادر شاہ فوج شاہی کے ساتھ حیدرآباد رونق افروز ہوئے تو محمد کام بخش نے اپنی ضدی طبیعت اور غیور مزاجی کے وجہ سے فوج شاہی کا مقابلہ کیا۔ جس سے ہدف ناوک اجل کا نشانہ بنا۔ اور چغتائی خان بھی اوہنین ایام مین بعارضہ جسمانی انتقال کیا۔

اس کے بعد کچھہ ایسے امور پیش آئے کہ رسالہ کی تنخواہ چڑھ گئی۔ غلہ کی گرانی۔ اور گھوڑون کے کاہ ودانہ کی تکلیف ایسی واقع ہوئی کہ بیان سے باہر۔ چنانچہ بسالت خان نے اس تکلیف و پریشانی کا حال بادشاہ کے بارگاہ مین عرض کیا۔ ارشاد شاہی ہوا کہ اس کا جواب امیرالامرا

بہادر شاہ کی شہزادگی کے زمانہ مین ایک شخص ارسلان خان نامی والی جلکت کا شوہر اپنے لڑکون کی دست برد سے آوارہ ہوکر کابل مین آیا۔ اور شاہزادہ محمد معظم کی ملازمت اختیار کی۔ عالمگیر بادشاہ نے بپاس سفارش فرزند ارجمند کے اوسکو منصب دو ہزار شایالصدی اور دو ہزار سوار و علم و نقارہ سے سرفراز فرماکر بادشاہزادہ کے متعین فرمایا تھا۔ اور بعد جلوس شاہ عالم بہادر کے تخت ہندوستان کیلئے فیما بین محمد اعظم شاہ اور بہادر شاہ کے خوب جنگ ہوئی آور اس جنگ کا نتیجہ یہہ نکلا کہ محمد اعظم شاہ معہ اپنے فرزند بیدار بخت کے مقتول ہوا۔ اور بہادر شاہ نے فتح پائی۔ چونکہ اس جنگ مین ارسلان خان نے کمال درجہ کی جانفشانی اور بہادری دکھلائی تھی۔ اسلئے شاہ عالم بہادر نے اوسکو منصب ہفت ہزاری اور سات ہزار سوار خطاب چغتائی خان بہادر فتح جنگ و ماہی مراتب و پالکی جہالردار سے سرفراز فرمایا تھا۔ مگر اس وقت چغتائی خان کی جمعیت ساتھہ یا ستر سوار مغلیہ سے زیادہ نرہی تھی۔ اور برائے نام فوج کا سردار کہلاتا تھا ۱۲

ذوالفقار خان میر بخشی کے ذریعہ صادر ہوگا۔ جب چند روز گذرے تو امیر الامرا نے لبالت خان سے کہا کہ مہمات ضروریہ کے باعث اسقدر رقم خزانہ مین موجود نہین ہے کہ رسالہ کی تنخواہ بیباق کیجائے لہذا چندے تامل کیا جائے۔ بہادر شاہ نے معظم خان جمدۃ الملک مدار المہام ریاست کو حکم دیا کہ ان لوگون کی تنخواہ مین کوئی جاگیر تجویز کر کے پیش کرے۔ ادھر رسالہ کے لوگ فاقہ کشی سے جان بلب اور گرانی غلہ سے سخت مجبور ہوئے اور لبالت خان نے بادشاہ کی خدمت مین مکرر معروضہ پیش کیا کہ "یہ فدوی فرق مبارک کا تصدق جو جاگیر پاتا ہے وہ صرف ذاتی ضروریات کے لئے کافی ہے۔ ادھر اسقدر گنجایش نہین ہے کہ رسالہ کی تنخواہ بھی دیجائے۔ بہر حال نہ خود بھوکا رہنا ممکن ہے۔ اور نہ اون کو بھوکا دیکھ سکتا ہون۔ پس امیدوار ہون کہ یہہ رسالہ کسی دوسرے کے تفویض فرمایا جائے"

بادشاہ نے امیر الامرا کے ذریعہ لبالت خان کی فہمایش بہت کی۔ مگر خان معزلئے ایک نہ سنی اور باوجود فہمایش استعفا دیدیا۔ آخر بادشاہ نے اس رسالہ کو مغل ہارسی* کے تفویض فرمایا لیکن چند روز کے بعد بدانتظامی اور عسرت کے باعث اس رسالہ مین بجز نام کے کوئی باقی نرہا اکثر آدمی رسالہ کی نوکری سے دست بردار ہوکر شاہزادگان بلند مراتب اور امرائے نامدار کے پاس نوکر ہوگئے۔ چنانچہ اس روا روی کے باعث رسالہ کا شیرازہ پریشان ہوگیا۔

اسکے بعد بادشاہ نے لبالت خان کو میر آتشی دکن کی خدمت سے سرفراز کرنا چاہا۔ مگر خان معزلئے منظور نہ کی۔ اور صرف بارگاہ شاہی کی حاضر باشی پر اکتفا کیا۔

اسکے چند روز بعد زمانہ نے گردش کھائی۔ اور بہادر شاہ لاہور مین ساقی کے ہاتھ سے پیمانہ

---

*. مغل ہارسی کسی وقت مین محمد اعظم شاہ کی سرکار مین نوکر تھا۔ اور بعد بر طرف ہوکر ایک مدت تک مہمندون کے ساتھ رہزنی کرتا رہا۔ اسکے بعد کابل جاکر شاہزادہ محمد معظم کی سرکار مین نوکر ہوا۔ چنانچہ شاہ عالم بہادر نے اپنے جلوس کے بعد مغل ہارسی کو منصب ۳ ہزاری اور خطاب مخلص خان سے ممتاز فرمایا تھا۔ ۱۲

اجل نوشش کیا - بعجرد اس واقعہ کے چارون شاہزادون مین فتنہ و فساد برپا ہوا
اور ہر ایک اپنی اپنی جگہہ بادشاہی کا دم بھرنے لگا - اور اپنے اپنے رفیقون کو خدمات و
منصب کی بھی تقسیم شروع کر دی - چونکہ لبالتخان ابتدا سے جہان شاہ (شاہزادہ چہارمی)
کی رفاقت مین بسر کرتا تھا - اسلئے جہان شاہ نے اس موقع پر لبالت کو معظم خان کا خطاب
اور اصل و اضافہ منصب شش ہزاری و ہفتہزار سوار و خدمت بخشیگری سے سرفراز و ممتاز فرمایا -
لیکن افسوس ہے کہ جہان شاہ اس آتش کی جنگ مین معہ اپنے دو بھائیون کے مقتول ہوا
اور شاہزادۂ معزالدین جہاندار شاہ (جو بہادر شاہ کا بڑا بیٹا تھا) کو فتح نصیب ہوئی - اور
اورنگ شاہی پر جلوس فرمایا - امیر الامرا ذوالفقار خان کو قلمدان وزارت عطا ہوا -
چونکہ لبالت خان کو امیر الامرا سے قدیمی اتحاد و رابطہ تھا اس لئے امیر الامرا نے لبالت خان
کو پیشگاہ جہاندار شاہ مین لیجاکر منصب و خطاب اور جاگیر کی بحالی (جو خلد منزل کے عہد مین تھی)
و خلعت فاخرہ و قبضہ شمشیر سے مخلع و ممتاز کرایا -
اسکے بعد شاہزادۂ محمد فرخ سیر نے جہاندار شاہ پر فوج کشی کی - جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جہاندار شاہ
قید ہوگیا (جو اس قید مین چند روز کے بعد مرگیا) اور ذوالفقار خان امیر الامرا قتل کیا گیا
اور شاہزادۂ فرخ سیر نے سادات بارہہ کی اعانت و امداد سے تخت شاہی پر قدم رکھا - اور
سید عبداللہ خان معروف بہ سید حسن علیخان نے وزارت کی خدمت سے سرفرازی پائی
اور اون کے بھائی سید حسین علی خان کو بخشیگری کی خدمت اور امیر الامرائی مرحمت ہوئی - چنانچہ
اس موقع پر امیر الامرا کے ذریعہ لبالتخان نے بلحاظ لیاقت و جوہر شجاعت بارگاہ فرخ سیر سے
خلعت و منصب اور خطاب و سند بحالی جاگیر حاصل کی اور چندہی روز کے بعد امیر الامرا کا رفیق
خاص ہوگیا -
جس وقت امیر الامرا حسب الحکم شاہی راجپوتانہ کے راٹھور و کچھواہہ کے تنبیہ و تادیب اور طلب ڈولہ
کے لئے مامور ہوئے اور پچاس ہزار سوار جرار اور تخمیناً تین اسم امرائے نامدار و صاحب قوت

ہمراہ کئے گئے تو امیر الامرا نے بادشاہ سے سفارش کر کے بسالت خان کو اس فوجکی بخشیگری اور وقایع نگاری سرفراز کرا کے ہمراہ لیا۔ مگر اس مہم مین بلاکسی جنگ وجدال کے راجہ اجیت سنگھ راٹھور نے برغبت وخواہش اپنی لڑکی کو ڈولہ دینا پسند کیا۔

اسکے بعد جب امیر الامرا صوبجات دکن کے بندوبست وانتظام کے لئے بھیجے گئے تو اس موقع پر بھی خدمات بخشیگری اور وقایع نگاری دکن کی بسالت خان کو دلوائی۔ چنانچہ خان معز خلعت فاخرہ اور ایک زنجیر فیل مادہ سے سرفراز ہوکر امیر الامرا کے ساتھہ دکن روانہ ہوا۔ اکثر موقعون پر امیر الامرا خان معز کی بہت تعظیم وتکریم کرتے تھے۔

جب امیر الامرا دار الفتح بلدہ اوجین مین پہونچے تو فرمان شاہی امیر الامرا کے نام صادر ہوا کہ اندنون والی ایران کے پاس سے سید مرتضی خان ایلچی آیا ہوا ہے۔ پس بادولت کو لازم ہوا کہ یہان سے بھی ایلچی روانہ کیا جائے۔ چنانچہ ان اہم خدمات کے انجام دہی کے لئے بسالت خان تجویز کیا گیا ہے پس فوراً خان معز کو دربار شاہی مین روانہ کردیا جائے۔ اسکے علاوہ ایک دوسرا فرمان بسالت خان کے نام اوس مین ملفوف تھا کہ تمھارے لئے امیر الامرا کو لکھا گیا ہے پس فوراً روانہ ہو جاؤ۔ جسوقت کہ فرمان امیر الامرا نے دیکھا تو بسالت خان سے کہا کہ انشاء اللہ تعالی جسوقت کہ مین ملک دکن مین داخل ہو جاؤنگا تو تمکو رخصت کردونگا۔

مرزا سلطان نظر المخاطب بسالت خان کا انتقال

مگر اتفاقات قضاء وقدر سے داؤد خان افغان جو مملکت دکن کا ناظم تھا۔ امیر الامرا کی اطاعت سے انحراف وسرکشی کی۔ حالانکہ بسالت خان نے مصالحت مین بہت کچھہ کوشش کی مگر سود مند نہ ہوئی

۱؎ امیر الامرا کا یہ قاعدہ اور ضابطہ تھا کہ جب فرمان صادر ہوتا تو بسالت خان کو کہتے کہ تم فرمان کے روبرو کھڑے رہو۔ تاکہ مین تسلیمات بجالاؤن۔ اور تسلیمات بجالانے کے وقت سیوائے تمہارے اور کوئی مقابل نہ رہے۔ ۱۲

آخر جنگ کی نوبت آئی - اور داؤد خان مارا گیا - لیکن افسوس ہے کہ اس جنگ مین لبالت خان بھی مردانہ وار قتل ہوا - اور بلدہ دار السرور برہانپور محلہ سنوارہ مین جو خود مرحوم کی خریدی ہوئی حویلی (جو بزمانہ ملازمت شاہ عالم بہادر خریدی تھی) تھی - مدفون ہوا - ۶۳ سال کی عمر پائی -

لبالت خان کے عادات وخصائل وغیرہ

لبالت خان نہایت عظیم الجثہ بلند وبالا - خوبرو جوان صالح مروت سے آراستہ اور حسن اخلاق سے پیراستہ تھا - سیزدہ سال کی عمر سے (جو سن تمیز کا زمانہ کہلاتا ہے) باوجود تکلفات وتکلیف کے نماز پنجگانہ کے علاوہ نماز تہجد کبھی قضا نہ ہوئی تھی -

جس زمانہ مین کہ محمد اعظم شاہ احمد نگر سے عازم اکبرآباد ہوئے (جس کی مسافت تین سو کئی جریبی کوس شمار کی گئی ہے -) تو لبالت خان باوصف حدت آفتاب وسختی گرمی ایک لمحہ بھی جلوریزی سے تخت رواں کے منزل مقصود پر پہونچنے تک جدا نہ ہوا -

اور باوصف کثرت مشاغل ورجوع خلایق وسوال وجواب مقدمات ہر وقت نماز تہجد کو بیدار ہو کر بعد ادائے نماز تہجد طلوع آفتاب تک وظایف وادعیہ واوراد مین مشغول رہتا تھا -

ایک دفعہ عالمگیر منصبی مین مرہٹون کے تعاقب مین تین شبانہ روز متواتر ہوائے سرد وسرما مین گزارنا پڑا تھا - چنانچہ بمقتضائے تاثیر ہوائے بارد خان موصوف کو سخت دردسر عارض ہوا - اور ایک آشنا کی ترغیب سے تخفیف دردسر کے لئے تھوڑی افیون بمجبوری استعمال کرنی پڑی تھی - بسوائے اسکے مدت العمر کبھی مسکرات ومنہیات کے جانب رغبت نہ کی - اور رقص وسرود - لہو ولعب سے نفرت کلی تھی - اور بازی نرد وشطرنج - گنجفہ وچوسر کو اعمال بحربیہ وخطائے عظیمہ تصور کرتا تھا - مروت واخلاق مین بے نظیر تھا - جو کچھ نقد وجنس تردد وتدبیر سے پیدا اور فراہم ہوا تھا وہ اکثر خالصاً للہ خیرات ومبرات مین صرف کیا کرتا - دو وقت کا کھانا اوسکے رفقائے یکرنگ جنکی تعداد ساٹھ تک ہوگی ساتھ کھاتے تھے - کھانا بالکل سادہ ہوتا تھا چنانچہ چاشت کے وقت روٹی - کباب - قلیہ - اور شام مین خشکہ - قلیہ - پلاؤ - زیب دسترخوان رہتے

اور نماز ظہر کے بعد قہوہ نوشی بھی کیجاتی تھی - جس مین میوہ ہاے تر و خشک موجود رہتے تھے

لباس مین بالکل سادگی تھی - فقط قبائے سفید (گران بہا) پہنتا تھا - جو جامہ اور دستار ایک بار

استعمال مین آتے وہ بغیر شوب کے مکرر استعمال مین نہ آتے تھے - اور یہ بھی عادت تھی کہ ملبوسات

فاخرہ اس سال کے دوسرے سال مین فقرا و محتاجون - رفقا و آشنایون مین تقسیم کردے

جاتے تھے جس سال کہ بسالت خان امیر الامرا کے ساتھ راجپوتان اجمیر کے تنبیہ کے لئے روانہ

ہوا تھا تو اخلاص خان (جو خاص امراے شاہی سے تھے) نے متعدد رقعات لکھے تھے -

از انجملہ ایک دو کے ترجمے ذیل مین لکھے جاتے ہین -

رقعہ نمبر ۱ - خان صاحب مہربان کرم فرما سلامت - اس آبادی کے اطراف مین جسکی

آبادی مین ہمیشہ زیادتی ہوتی رہے - ہرنون کی کثرت بہت ہے - جسکے لئے ایک چیتے کی ضرورت

ہے - سنا گیا کہ وہ سرزمین چیتون کا معدن کہلاتی ہے - پس کوئی چیتا گرفتار کرکے

فقیر کے لئے بھیجدیجئے - کیونکہ شکار کا لقمہ حلال ہے - اگر آپکے دل مین یہ خیال گزرے کہ

دعوی تو فقیری کا کرتے ہین - اور چیتے کے خواستگار ہین - لیکن اسکو کوئی نسبت نہین

کیونکہ جب تک منصب کا نام باقی ہے - یہ آرزو ہمیشہ ہوتی رہے گی - جسدن یہ برطرف

ہوگی تو یہ آرزوئین بھی اوسکے ساتھ پردہ نسیان مین آئینگے - علاوہ برین اس سفر مین دل کو

سب سے زیادہ صحبت رہتی ہے - شائستہ خان اور خواجہ عطاء اللہ صحبت مین رکھنے کے لئے

بہت اچھے ہین - غالباً آپ جانتے ہونگے ورنہ آپ جان سکتے ہین - اور محمد مقیم علم طبابت

مین کمال رکھتا ہے - ایسی لیاقت رکھنے والا نواب صاحب کی خدمت مین رہنا چاہئے - خدا کرے

کہ ہمارے نواب صاحب اوس کا خیال رکھین - اور آپ بھی اسمین توجہ فرمائین -

رقعہ نمبر ۲ - صاحب میرے آپ تصور سے بھی زیادہ مہربان ہین - جب فرض کر لیا جا

تو یاد سے جانا ناممکن - نیکون کی یاد کے لئے کوشش نہ چاہئے - کیونکہ نیکی خداوند تعالے کو

بہت پسند ہے - جو کچھ کہ حسّاد و بعض طینتون کے نسبت لکھا گیا تھا معلوم ہوا - اسمین شک نہین کہ

بعض حسد کیش نیکون کی برائی چاہتے ہین - مگر حقیقت مین وہ خود اپنے بدخواہ ہین - حضرت مولوی مثنوی کے کلام سے ایک رباعی یہان حسب مناسب معلوم ہوئی لہذا تحریر مین آئی ایک دن مولانا روم اپنے فرزند سلطان کو فرماتے تھے کہ اے لڑکے کیا تو ہمیشہ بہشت مین رہنا چاہتا ہے - جواب دیا ہان - فرمایا یہ رباعی یاد رکھ کہ تیرے لئے مفید ہے - رباعی

بہشتی خواہی ز ہیچکس پیش مباش		چون مرہم و موم باش چون نیش مباش
خواہی کہ ترا ز ہیچکس بد نرسد		بدگو و بد آموز و بد اندیش مباش

الغرض اس شرح و بسط سے یہی ہے کہ میرزا سلطان نظر المخاطب بہ بسالت خان نامداران روزگار و امرائے باوقار سے تھے - جو از روئے نسب چندا بی بی المخاطب ماہ لقا بائی کے جد اعلی ہوتے ہین - چنانچہ بمضمون (کل شئی یرجع الی اصلہ) ماہ لقا بائی مین بھی حسن اخلاق اور اطوار پسندیدہ اپنے اجداد کے جلوہ افروز تھے -

الحاصل اب یہان بسالت خان بہادر کا خاندانی تذکرہ ختم کر کے اصل قصہ کے جانب رجوع کیا جاتا ہے - چنانچہ اسکے آگے ہم یہان تک لکھ چکے تھے کہ راج کنور بائی کے مراسم اتحاد اور روابط وداد بسالت خان بہادر بخشی صرف خاص سے روز افزون ترقی پذیر ہوئے چند
چنانچہ ایک زمانہ کے بعد گل آرزو شگفتہ ہوا - اور راج کنور بائی کو حمل قرار پایا -

راج کنور بائی کے بطن اور بسالت خان بہادر کے صلب سے چندا بی بی المخاطب ماہ لقا بائی کا پیدا ہونا

راج کنور بائی کے اسقاط حمل کے متعلق جناب امیر المومنین علیہ السلام کا معجزہ

جس زمانہ مین کہ راج کنور بائی ماہ لقا بائی کے حمل سے حاملہ تھی تو ایک بار جناب امیر علیہ السلام کے زیارت کے لئے کوہ شریف پر حاضر ہوئی اور شاہ تجلی علی صاحب مولف تزک آصفیہ (جو کمالات ظاہری و باطنی اور خطاطی و مصوری - نغزگوئی و لطیفہ سنجی مین فرد یگانہ تھے) بھی

بلحاظ علاقہ تابعداری راج کنور بائی کے ہمراہ رکاب تھے - دفعتاً کوہ شریف کے مقام پر راج کنور بائی کو اسقاط حمل کے آثار ظاہر ہوئے - اور خون جاری ہوگیا - سے الغوث شاہ تجلی علی صاحب آستانہ مقدس مرتضوی میں جاکر چند تار نارہ کے اور تھوڑی عودی عوددان سے لیکر آئے - نارہ تو راج کنور بائی کے کمر میں باندھا - اور عودی کھلادی - بمجرد اس عمل کے باعجاز مظہر العجایب والغرایب اسد اللہ الغالب علیہ السلام کے خون بند ہوگیا اور حمل قایم رہا -

تولد چندا بی بی المخاطب ماہ لقا بائی

جب ایام حمل منقضی ہوئے تو بتاریخ ۲۰ ذی قعدہ سنہ ۱۱۸۱ھ روز دوشنبہ کو جب آفتاب عالمتاب دو نیزے برابر آیا ساعت قمر میں ایک ماہ پیکر حور منظر لڑکی تولد ہوئی - جنھوں نے چندا بی بی نام رکھا - مورخ کا بیان ہے کہ تولد کیوقت دفعتاً ایسی روشنی ہوئی کہ تمام حجرہ منور ہوگیا - تمام حاضرین اس مشاہدہ سے متحیر و متعجب ہوئے -

جشن چھٹی کا تکلف

تولد کے پانچویں روز چھٹی شب کو رستم دل خان کی حویلی میں حسب فرمان خسروی جشن چھٹی مقرر ہوا - جہان شیر جنگ میر الملک بہادر تشریف رکھتے تھے - اور احتشام جنگ رکن الدولہ مدار المہام ریاست آصفیہ نے اوس حویلی کو لیکر نہایت تکلف سے آراستہ کیا تھا - اور موجب حکم نواب غفران مآب غلام سید خان سہراب جنگ ارسطو جاہ اور راجہ پرتاپ ونت بہادر دیوان آصفجاہی کے بھتیجے اور دوسرے امرائے نامدار کمال تکلف و اہتمام سے افواج شاہی کے ساتھ چھٹی کی کھچڑی ہاتھیوں پر بار کرکے لائے - اور رسم تہنیت ادا کئے - چنانچہ اس جشن کے رسومات ایک مدت تک نفایت تکلف و عمدگی سے ادا ہوتے رہے -

راج کنور بائی کا چندا بی بی کو حسب رضا جی صاحب مہتاب کنور بائی کی آغوش میں دینا

چونکہ صاحب جی صاحبہ (مخاطب کنور بائی) محل احتشام جنگ رکن الدولہ بہادر کے بطن سے کوئی اولاد نرینہ موجود نہ تھی۔ اسلئے راج کنور بائی نے چندا بی بی کو صاحب جی صاحبہ کے آغوش فرزندی میں دیدی۔ اور خود عبادت و خدا طلبی میں مشغول ہوئی۔ اگرچہ چندا بی بی (راج کنور بائی) کا نام بحسب سرنوشت۔ کسبیوں کی فہرست میں شامل ہوگیا تھا۔ لیکن والاگہری اور نجابت فطری کے باعث ہمیشہ نجیب پروری اور قدردانی کرتی رہتی تھی۔ اور مدام اپنا وقت نماز پنجگانہ۔ وظائف و اوراد۔ تسبیح و تہلیل میں گذارتی تھی۔ مشائخین کرام اور علمائے علام سے کمال اعتقاد تھا۔ آخر اہل سلوک و اہل باطن کی صحبت نے اپنا رنگ جمایا۔ چنانچہ اکثر کشف باطنی و مراقبہ و تصور میں محنت کرتی اور آخر شب سے ایک پہر دن تک وظیفہ میں مشغول رہتی تھی۔ اس درمیان میں کسی سے بات چیت نہ کرتی تھی۔

راج کنور بائی کی فیاضی

اکثر مشائخین و فقرا کو بقدر مراتب اس فیاض عورت نے فی کس ایک ایک ہزار اور بعض اوقات دو دو ہزار روپیہ تک نقد بخشش و تواضع کرتی تھی۔ چنانچہ اسکی فیاضی کی شہرت بہت دور دور تک تمام ہندو دکن میں مشہور ہوگئی تھی۔ بعض اوقات ہندوستان اور اوس کے اطراف و اکناف سے قوال کلاونت۔ گوئیے۔ بھی آتے تھے۔ جنکو میدہ بی بی (راج کنور بائی) کے خوان کرم سے بمقتضائے قدردانی و نیکنامی دس دس ہزار روپیہ تک نقد اور خلعت ہائے مکلل و زرین دوشالہ ہائے بیش قیمت۔ زنجیر ہائے فیل۔ جواہر وغیرہ مرحمت ہوتے تھے۔ بہرحال کوئی سائل اس کے دروازے سے محروم نہیں گیا۔ کچھ نہ کچھ حسب مقدور ہر ایک کو مل ہی جاتا تھا۔

راج کنور بائی کے تصرفات

اب زہد و تقوی کے تصرفات و کمالات ملاحظہ ہوں۔ ایک دفعہ لشکر فیروزی دریائے کشنا سے گنگا کو عبور کر رہا تھا۔ اور دریا نہایت طغیانی پر ہونے کے باعث سوائے ہاتھی کے عبور مشکل تھا۔ چنانچہ تمام محلات و لشکر منفقت مالاکلام گھوڑے اور ہاتھیوں پر سوار شناوری کرتے ہوئے عبور کر رہے تھے

راج کنور بائی حسب معمول پالکی مین سوار تھین - اور پالکی کی سواری مین دریا کا عبور ناممکن تھا
لہذا راج کنور بائی نے رکن الدولہ بہادر کو کہلا بھیجا کہ ہمارے عبور کے لئے ہاتھی
روانہ کیا جائے - اتفاقاً ہاتھی کے پہونچنے مین کچھ گھڑی کی دیر ہو گئی - چونکہ راج کنور بائی کا
مزاج بہت تیز تھا - اسلئے برآشفتہ ہوکر اپنے ہمراہیون کے سواری کا رتھ منگا کر سوار ہو گئی
اور بلا پس و پیش اوس دریائے پرجوش و پرخروش مین رتھ کو ڈالدیا - حالانکہ دریا کا پانی
اس قدر عمیق تھا کہ ہاتھیون کی گدیان تر ہوتی تھین - مگر تعجب اور حیرت کا مقام ہے کہ
راج کنور بائی کے رتھ کے پایون سے ایک انچ بھی پانی اونچا نہ ہوا - چنانچہ رتھ مع الخیر
دریا کے پار ہو گیا - اس ماجرائے عجیب و غریب سے نواب رکن الدولہ بہادر کمال متاثر ہوئے گو
اس کے آگے بھی راج کنور بائی کی عزت و احترام بلحاظ صاحب جی صاحبہ (مخاطب کنور بائی)
کی ماں ہونے کے بہت کچھ کرتے تھے - لیکن اس تصرف کے معائنہ سے اور بھی عظمت و بزرگی
راج کنور بائی کی آپ کے دل مین جاگزین ہو گئی - اسی قبیل کا ایک اور واقعہ یہ ہے کہ جب نواب
رکن الدولہ بہادر نے قلعہ گوپال پیٹھ کا محاصرہ کیا تھا تو پانی ہر روز علی الاتصال بلا فاصلہ افراط و
شدت سے ایسا برستا تھا کہ قلعہ مذکور کی تسخیر لشکریون کو ناممکن الوقوع ہو گئی تھی - چنانچہ اسموقع
پر رکن الدولہ نے راج کنور بائی کو کہلا بھیجا کہ بارش کی زیادتی سے قلعہ کی تسخیر دشوار ہو گئی ہے
چونکہ آپ شاغل و کاسب ہین - لہذا دعا کیجئے کہ بارش مین تخفیف ہو - اس پیام کے سنتے ہی
راج کنور بائی نے اول تو عجز و انکساری کے ساتھ عذر کیا - اور بعد مین کہی کہ اچھا جاؤ رکن الدولہ
بہادر کو مژدہ دو کہ آئندہ پروردگار عالم کی قدرت کاملہ سے ہر روز صبح سے تین بجے تک
مطلع صاف رہے گا - اور مطلق بارش نہو گی - اس عرصہ مین قلعہ گیری کا سامان کر لیا جائے
چنانچہ اسکے بعد حسب قول راج کنور بائی بارش نے صبح سے تین بجے تک برابر فرصت
دی اور بفضل فتاح حقیقی قلعہ فتح ہو گیا -
اسی طرح اور بہت سے خرق عادات اور تصرفات اس خجستہ صفات سے اکثر ظاہر ہوئے ہین

جو بلحاظ طوالت نظر انداز کئے جاتے ہیں۔

راج کنور بائی کا انتقال

افسوس ہے کہ یہ عفیفہ دوران خجستہ خصال عابدہ و زاہدہ کلمہ گو پابند اذان دفرحان ۱۹ محرم الحرام کو راہی روضۂ رضوان ہوئی - اور اپنے حسن نیت کے باعث کوہ فلک شکوہ مرتضوی کے پائین دفن کی گئی - چنانچہ ہر سال ماہ لقا بائی بحیات تکلف و اہتمام سے عرس کرتی تھیں - اور عرس کے موقع پر کمال تجمل و احتشام رہتا تھا - ہزارہا مساکین و فقرا دو وقتہ بریانی اور زردہ کھاتے تھے - کلام مجید کا ختم ہوتا - چراغوں کی روشنی بکثرت ہوتی - ناچ رنگ کا بھی عمدہ ٹھاٹ رہتا تھا - مشاعرہ کی بھی ترتیب ہوتی تھی

الحاصل چندا بی بی (ماہ لقا بائی) صاحب بی صاحبہ کی آغوش محبت میں بہت کچھ ناز و نعم سے پرورش پائی - اور ہر ایک علم و فن میں کمال حاصل کی - علم موسیقی میں یکتائے روزگار تھی - چہرہ سے امارت کے آثار ہویدا تھے - امرائے نامدار اور بارگاہ شاہی میں ہمیشہ باریابی کا فخر حاصل رہتا تھا - کوئی مجلس بزم و طرب کی ایسی نہیں ہوتی تھی کہ جس میں ماہ لقا بائی شریک نہ ہوتی ہو - بندگان حضرت کے الطاف و عنایات بے حد مبذول رہتے تھے - اور اکثر سیر و شکار و مہمات میں بھی ماہ لقا بائی کی یاد ہوا کرتی تھی چنانچہ سنہ ۱۱۹۶ھ میں سفر کولاس اور سنہ ۱۱۹۷ھ میں تسخیر قلعہ نرمل اور سنہ ۱۲۱۷ھ میں مہم قلعہ پانگل میں یہ بھی پیکر ہاتھی پر سوار حضرت غفران مآب کے ہمراہ رکاب تھی۔

چندا بی بی کو بارگاہ خسروی سے ماہ لقا بائی کا خطاب اور نوبت و گھڑیال کا عطا ہونا

جب بندگان عالی مع الخیر سفر پانگل سے معاودت فرمائے تو سنہ ۱۲۱۷ھ میں حیدرآباد پہونچکر ایک جشن عشرت افزا ترتیب فرمایا - اور تمام امرا و منصبدار خطاب و منصب علم و نقارہ سے سرفراز و ممتاز کئے گئے - اور بمناسبت نام کے چندا بی بی کو ماہ لقا بائی کا خطاب اور نوبت

وگھڑیال (جو لازمۂ منصبداری ہے) سرفراز فرمایا۔ چنانچہ عطائے نوبت کی تاریخ ایک صاحب نے حسب ذیل لکھی ہے۔ قطعہ

نوید آمد بعالم مہ لقا را	نوازشس کرد از نوبت شہنشاہ
ترانہ ساز سالش گفت ناہید	ملبہم آوازہ نوبت باد دلخواہ ۱۲ھ

انتقال پرملال نواب نظام علی خان بہادر

نواب نظام علی خان بہادر بعمر ۷۲ سالہ ۷ ربیع الثانی سنہ ۱۲۱۸ھ کو راہی روضۂ رضوان ہوئے ۴۴ سال حکمرانی کی اور بعد انتقال غفران مآب لقب ہوا۔ اس صدمۂ جانکاہ سے رعایا برایا۔ امیر و غریب ہر ایک متاسف و متالم ہوا۔ اور مرشد زادۂ آفاق نواب میر اکبر علی خان سکندر جاہ آصفجاہ ثالث مسندنشین ریاست ہوئے۔ اور ارسطو جاہ بہادر حسب سابق مدار المہام ریاست رہے چنانچہ آصفجاہ ثالث کے عہد میمنت مہد مین بھی اس نادرۂ روزگار کا طالع عروج پر رہا اور وہی نوازشات شاہی و الطاف خسروی شامل حال رہے۔ اکثر چوبدار شاہی خیریت و مزاج پرسی کے لئے آتا رہتا تھا۔

ماہ لقابائی کو میر عالم بہادر کی مصاحبت کا حاصل ہونا

جب ارسطو جاہ نے رحلت پائی اور میر ابو القاسم نواب میر عالم بہادر مدار المہام ریاست ہوئے تو یہ اعجوبۂ روزگار ادن کی مصاحب خاص ہوگئی۔ چونکہ میر عالم بہادر کا مزاج قدردان اہل کمال تھا اور فصاحت و بلاغت مین حسان و سحبان پر گوئے سبقت لیجاتے تھے۔ اسلئے ماہ لقابائی کی صحبت اور لطیفہ گوئی اور حاضر جوابی سے کمال محظوظ ہوتے تھے۔ اور اکثر شعرگوئی کی صحبت رہا کرتی تھی میر عالم بہادر کا مقولہ تھا کہ ایسا جلیس جامع اور تلمیذ ارشد تیز فہم طبع رسا مثل ماہ لقابائی کے کم دیکھنے مین آیا ہے۔ چنانچہ آپ نے ماہ لقابائی کے حسن و جمال کی تولیف مین ایک رسالہ بھی تصنیف فرمایا تھا۔ جو بخوف طوالت اور زبان فارسی مین ہونے کے نظر انداز کیا گیا۔

ماہ لقابائی کی شاعری

ماہ لقابائی کو شعرگوئی سے بیحد شوق تہا۔ اور امیر علیہ السلام کی

جناب مین کمال اعتقاد رکھتی تھی چنانچہ اوس کا طبعزاد ایک مختصر سا دیوان ہندی ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔ اور تمام غزلیات باالتزام پانچ شعری مین ہر ایک مقطع مین امیر علیہ السلام کا اسم مبارک موجود ہے۔ ماہ لقابائی کو میر عالم بہادر کی شاگردی کا فخر حاصل تھا۔ چنانچہ خود بہادر موصوف کو اوس کی شاگردی کا اعتراف ہے۔

ماہ لقابائی کے خصائل و عادات

باوصف سامان ثروت و حشمت ماہ لقابائی کا اخلاق اور تواضع بہت بڑھا ہوا تھا۔ اکتساب علم کے لئے۔ اکثر فضلا۔ علما و شعرا کی صحبت رہتی تھی۔ چونکہ طبیعت موزون پائی تھی۔ اسلئے ضلع جگت مین طاق۔ لطیفہ گوئی اور حاضر جوابی مین شہرۂ آفاق تھی۔ محاورہ درست روزمرہ چست تھا۔ ہمیشہ مکلل لباس سے آراستہ و پیراستہ رہتی تھی۔ بروقت طلبی بارگاہ خسروی پر حاضر ہوتی تھی۔ باقی اوقات کتب سیر و کتب متداولہ کے مطالعہ مین گذارتے تھے۔ کتبخانہ ہر ایک علم و فن کے کتب سے معمور تھا چونکہ اوس زمانہ مین مطبع نہ تھا اسلئے اکثر کتابون کی نقل کرلیجاتی تھی۔ چنانچہ مستعد کاتب ملازم تھے۔ کوئی کتاب نظم و نثر کی تازہ نظر آجائے تو فوراً اوس کی نقل کرلیجاتی سخن سنجی اور قدردانی مین اس محبوبۂ روزگار کی ذات مغتنمات سے تھی۔ ہر روز ہزارون فقرا اور مساکین کا ہجوم رہتا تھا سادات کرام و مشائخین عظام کو بعنوان نذر و نیاز بہت کچھ عطا کرتی تھی۔

تکلف و اہتمام عرس کوہ شریف

گو جناب شاہ ولایت نے زمین ہند و دکن کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے منور نہین فرمایا لیکن سیر طے الارض لازم و ملزوم ہے۔ چنانچہ ایک موقع پر جناب امیر علیہ السلام حسب الارشاد آن سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم ایک درویش محتاج کی حاجت روائی کے لئے طرفۃ العین مین مع فقیر محتاج کے قدم رنجہ فرمائے تھے۔ جہان آپنے ایک آن واحد مین

بربر کے سد کو باندھا۔ اژدر کو مارا۔ خود کو بچایا۔ اور درویش کی حاجت روائی کر کے واپس
ہوئے اسلئے تعجب کا مقام نہین ہے۔ کہ امیر علیہ السلام نے کسی شخص کی مشکل کشائی
یا ترویج دین محمدی کے لئے سواد حیدرآباد دکن کو بھی اپنے نعلین سے ضرور مشرف
بخشا ہوگا۔ جسکی تاثیر سے کوہ پرشکوہ پر عظمت وجلال کے آثار نمایان ہین اگرچہ حضرت کی
ولادت باکرامت ۱۳ رجب سنہ ۳۰ عام الفیل کو ثابت ہے۔ لیکن سلاطین قطب شاہیہ کے
عہد سے کوہ شریف کا عرس ۱۷ رجب کو انجام پاتا ہے۔ لاکھون مرد وزن وضیع وشریف
غنی وفقیر۔ برنا وپیر۔ صغیر وکبیر بلدہ حیدرآباد اور اطراف واکناف کے اضلاع سے
کوہ فلک شکوہ پر جمع ہوتے ہین۔ اور نذر ونیاز ادا کر کے غربا ومساکین کو کھانا کھلاتے ہین
اور اقسام اقسام کے لذیذ اور میوہ ہائے خشک وتر سے دسترخوان چنا جاتا ہے جو آجتک جاری ہے
چنانچہ عرس شریف کے ایام مین ماہ لقابائی کوہ شریف پر جاکر شاہ ولایت علیہ السلام
کے عرس مین حاضر ہوتی تھی۔ اور ہر گروہ کے فقرا ومشائخین اس عرس مین فراہم ہوتے تھے
چار روز تک برابر دو وقتہ اقسام اقسام کے کھانے ماہ لقابائی کے مطبخ سے کھلائے جاتے تھے
اور رخصت کے وقت ہر فقیر کو ایک روپیہ نقد اور بعض کو بقدر مراتب پانچ روپیہ خیرات مشائخین
کو پچاس سے سو روپیہ تک نقد بعنوان نذر اللہ بوجہ اللہ عطا کرتی تھی۔ اور خدام ومجاورین درگاہ
شریف کو نقد روپیہ اور پارچہ وغیرہ بخشش کیا جاتا تھا۔ اسکے علاوہ ہر ماہ مین حسب دستور
معمول کوہ شریف پر جاکر مبلغ پانصد روپیہ کے قریب صرف کرتی تھی۔

عشرہ شریف مین عزاداری اور سوزخوانی کا اہتمام

جبوقت محرم محترم کا مہینا آتا تو ماہ لقابائی حضرت امام حسین علیہ السلام کے غم مین لذیذ غذا
کو ترک کرتی تھی۔ اور بلدہ کے تمام عاشورخانون مین (جنکا شمار ناممکن ہے) یہ راسخ الاعتقاد
ایک روپیہ سے پانچ روپیہ تک بقدر مناسب نذر ونیاز گزرانتی تھی سادات کرام ومحبان اہل بیت

علیہ السلام کو ہزاروں روپیہ کی بخشش اون کے رتبہ کے موافق کرتی تھی - چنانچہ غرۂ محرم سے زیارت تک اسی سرمایہ نجات کے جمع کرنے مین رہتی تھی - ماہ لقا بائی کا عالیشان محل الچی بیگ کی کمان مین واقع تھا - جسکے تمام طاق و رواق سقف و کنگرہ سب مطلا تھے - چونکہ اوس مکان مین اکثر تعلیم رقص و سرود کی ہوتی تھی - اسلئے بپاس ادب سید الشہدا علیہ السلام علیہائے مبارک کیلئے محل کے محاذی ایک عاشورخانہ تعمیر کرایا گیا تھا اور عاشورخانہ کے سامنے نقارخانہ قایم کیا گیا تھا - غرہ محرم سے عاشورخانہ طرح طرح کے نقوش سے آراستہ ہوتا تھا - اور وہان بجز فاتحہ خوان یا باوضو شخص کے کوئی دوسرا جانے نہین پاتا تھا - یہ بھی تقید تھی کہ کوئی شخص سرخ لباس پہنکر نہ آئے - خطبۂ تعزیت پڑھنے کیلئے سیاہ مخمل منڈھا ہوا ایک منبر استادہ کیا جاتا تھا جہان روضۃ الشہدا و وقعات مقتل - بند ملا محتشم پڑھے جاتے تھے - اور عاشورخانہ کے مقابل مین روشنی کے لئے لنگر باندھا جاتا جسکے سامنے کے رخ پر سرخ کپڑا لپیٹ کر ہندرومی کی جال و چارخانہ اور ابیات وغیرہ نمایان کئے جاتے تھے - غرہ محرم سے شب عاشور تک اوّل شب سے صبح تک برابر روشنی رہتی تھی - سر شام مرثیہ خوان نہایت خوش الحانی سے سوز خوانی کرتے تھے - اسکے بعد روضہ خوان بحکم حدیث شریف - من بکا علی الحسین او ابکی او تباکی وجبت لہ الجنۃ حدیث پڑھتے تھے - اسکے بعد تعزیہ داری اور سینہ زنی ہوتی تھی جس سے ہنگامۂ محشر بپا ہوتا تھا - تعزیہ داری مین جب کوئی شخص بیہوش ہو جاتا تو دو سیر گلاب پاش سے گلاب چھڑکا جاتا تھا - اسکے بعد دسترخوان چنا جاتا اور تمام شرکاء مجلس کو اقسام اقسام کے کھانے کھلائے جاتے - چنانچہ دس روز تک برابر یہ عمل جاری رہتا تھا جب رات زیادہ ہوتی اور خلایق کا ہجوم کم ہوتا تو خاص خاص لوگ تعزیہ داری اور سینہ زنی کے لئے آتے تھے -

---

ترتیب جشن حیدری

۱۳؍ رجب کو ہر سال انجمن جشن حیدری منعقد ہوتا تھا۔ جس مین شاہ اولیا کی منقبت خوانی ہوتی تھی
اور ہر قسم کا سامان ماکول و مشروب مہیا و موجود رہتا تھا۔

نیاز یازدہم شریف

۱۱ ربیع الثانی کو جناب سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی نیاز یازدہم شریف نہایت
تکلف و اہتمام سے انجام پاتی تھی۔ طرح طرح کی نعمتیں محتاجون اور مساکینون کو کھلائی جاتین
علاوہ برین فقرا و مساکین کو نقد روپیہ اور پارچہ تقسیم کیا جاتا۔

کھٹ درسن کا میلہ

سال مین ایک میلہ کھٹ درسن کے نام سے کیا جاتا۔ جس مین پہلے روز فقرائے نو دکھن۔
ملک ہند و دکن۔ حفاظ و قراء و فصاحت فن و مشائخین معارف مسکن کی دعوت اور تمام مشائخین
بلدہ کے گھرون مین ایک سیر مٹھائی بھیجی جاتی۔ اگر کوئی مشائخ صاحب اولاد یا اہل برادر ہوتے
تو ہر ایک کے نام بنام (خواہ وہان ۲۰ شخص کیون نہ ہون) وہی سیر بھر مٹھائی بھیجی جاتی۔
حفاظ و قراء کو بھی اسی موافق ایک ایک سیر شیرینی دیجاتی تھی۔

دوسرے روز تمام فقرا آزاد و مداری و قادریہ و چشتیہ و چاردہ خانوادہ و رفاعی و گرز دالہ
حبشیہ و فقرائی بابا پیاری کا میلہ جمع ہوتا تھا۔ ہر ایک کے لئے اکل و شرب کا انتظام کیا جاتا
اور شیرینی وغیرہ کی تواضع کیجاتی اس مین سو سو کوس کے فقرا جمع ہوتے تھے۔

تیسرے روز مساکین و غربا و مفلوج و معلول جمع ہوتے جنکی تعداد قریب ستر ہزار کے ہوتی تھی

ان لوگوں میں فی کس آدھ سیر شیرینی تقسیم کی جاتی تھی۔
چوتھے روز جوگی اور بیراگی جمع ہوتے جنکو اچھی طرح مال پوری کھلائی جاتی تھی۔ بہر حال یہ عالی ہمت اور فیاض عورت تھی۔ کہ جہاں کوئی قوم یا جماعت محروم نہ رہتی تھی۔
اگر سچ پوچھئے تو ماہ لقا بائی نے اپنی زندگی نہایت کامیابی سے گذاری ہمیشہ اوس کا ستارۂ اقبال اوج و ترقی پر رہتا تھا۔

ماہ لقا بائی کا انتقال مگر افسوس ہے کہ یہ فرشتہ خصال۔ حور شمائل۔ پری پیکر۔ حاتم دل سنہ ۱۲۳۶ھ میں بعہد میمنت عہد نواب سکندر جاہ بہادر پچپن سال کی عمر میں اس دار ناپائدار سے بعارضہ وبا راہی روضہ رضوان ہوئی۔ اور اسپنے تعمیر کئے ہوئے مقبرہ واقع پائین کوہ شریف میں دفن کی گئی۔

محدثات ماہ لقا بائی ماہ لقا بائی کے محدثات سے ایک عالیشان حویلی ایلچی بیگ کی کمان میں واقع تھی۔ دوسرا ایک حوض موسوم بہ فی سبیل اللہ کوہ شریف کے گذرگاہ میں تیار کیا گیا تھا۔ چنانچہ حوض کی تعمیر کی تاریخ جو کسی شخص نے کھی ہے درج ذیل ہے

انتخاب زمانہ ماہ لقا		در جہاں شد بکار خیر کفیل
سال این چشمہ خضر گفت ہمین		باد جاری آب فیض سبیل

مگر اب نہ وہ عالیشان حویلی باقی رہی ہے اور نہ وہ حوض ہی موجود ہے۔ یہ دونوں انقلاب زمانہ کے باعث دوسری حیثیت میں ہوگئے ہیں البتہ اب صرف عاشور خانہ باقی ہے جہاں علم مبارک استادہ ہوتے ہیں۔

ماہ لقا بائی کے اوقات کی پابندی

ماہ لقا بائی جب صبح میں بیدار ہوتی تو پرستاران یاسمین اندام و کنیزان سیمین فام (جو خدمتگذاری پر مامور تھے) آفتابہ اور سیلابچی وضو کے لئے حاضر کرتے۔ اور بعد از فراغ وضو مصلا بچھا کر

نماز ادا کرتی تھی - اسکے بعد وظائف مین مشغول ہوتی اور صحیفہ کاملہ جناب سید الساجدین امام علی زین العابدین علیہ السلام پڑھکر طلوع آفتاب تک اپنے دل کو جناب کبریا کے طرف رجوع کرتی - بعدازان کلام مجید کی تلاوت ببر علی مشہور بہ لاڈلے صاحب سے کرتی تھی - چاشت کے وقت دسترخوان چنا جاتا - اقسام اقسام کے کھانے موجود رہتے خود بہت کم خوراک تھی - تھوڑا کھانیکے بعد تمام باقی حواشین ورفقا مین تقسیم کردیا جاتا اسکے بعد بالا خانہ پر قیلولہ کے لئے جاتی - وہان سے فارغ ہوکے ظہرین کے نماز اداکر کے تسبیح وتہلیل مین مشغول ہوتی اور ۲ گھڑی دن رہے دیوان خانہ مین بڑا قالین بچھایا جاتا - اور اوسپر مسند آراستہ کیجاتی منشی متصدی اور اہلکار کارخانہ حاضر ہوکر - افراد مداخل ومخارج ملاحظہ مین گذرانتے - جب اوس سے فراغت پاتی تو ایک دو بزرگ قابل وسخندان مجالست وہم بزمی کے لئے حاضر ہوتے - چنانچہ علم سیر مین روضۃ الصفا حبیب السیر جلاء العیون - نادر نامہ وغیرہ کا مطالعہ رہتا - اور دواوین فارسی وہندی نہایت مرغوب خاطر تھے - جب شام ہوتی تو نماز مغرب وعشا ادا کرتی - بعدازان فن موسیقی کے اساتذہ حاضر ہوتے - رقص وسرود کی تعلیم ہوتی - چنانچہ کنیزان سہ پارہ مردنگ وسارنگ اور قانون وجلترنگ بجاتے اور خوش الحانی مین ہم آواز رباب وچنگ ہوتے گو خود علم موسیقی مین کامل الفن تھی لیکن پھر بھی خوشحال خان کلاونت* سے اوسکے نکات

---

* مملکت ہندوستان مین راجپوتون کی قوم (جو راجگان اولوالعزم کی اولاد ہے) اپنے کو شریف ونجیب جانتی ہے - اصل مین تمام چھتری وراجپوت کے دو گروہ ہین - ایک اپنے کو آفتاب کی اولاد جانتا ہے اون اسیوجہ سے سورج بنسی کہلاتا ہے - اور دوسرا چاند سے منسوب کے چندر بنسی کے نام سے موسوم ہے راجپوتون کے قبایل بہت ہین جن کی تفصیل کتب براہمہ مین مندرج ہے - اونہین مین سے ایک قوم کونت کہندارا کہلاتی ہے جو علم موسیقی مین مہارت کامل رکھتی ہے - جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے زمانہ مین یہ قوم بہ ہدایت ایزدی مشرف باسلام ہوئی ۰ اور خطاب خانی ومنصب سے سرفرازی پائی -

و دقیقہ دریافت کرتی رہتی تھی۔
یوں تو ماہ لقابائی کے تین سو کنیزیں اور خدمتگار خانہ زاد تھیں از انجملہ دو چھوکریاں عمدہ سوم حسین افزا بائی اور حسین لقا بائی سرآمد و سردار
ممتاز تھیں چنانچہ بعد انتقال ماہ لقابائی کے یہی دونوں چھیاں تمام مال و اسباب کی مالک ہوئیں کہتے ہیں کہ علاوہ عمارات و باغات وغیرہ کے
صرف نقدی و جواہر پشمینہ و اسباب وغیرہ ایک کروڑ روپیہ کا تھا مزید براں جو اضلاع نپال۔ سید علی حیدر گوڑہ۔ چندا پیٹھ۔ چیل پیٹھ

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۰) کوت کو معنی نژاد و اولاد و احفاد کے ہیں۔ اور اس لفظ کوت کہندارا سے یہ بھی قیاس لگایا گیا ہے کہ زمانہ سلف میں ایک مشہور قبیلہ قوم راجپوت سے گذرا ہے جسکی اولاد کو کوت کہندارا کہتے ہیں۔ زبان سنسکرت میں کوت کو کوتر کہتے ہیں جسکے معنی نژاد اور احفاد کے ہیں۔ اور یہ قوم فن موسیقی میں ماہر ہونیکے باعث اکثر بادشاہوں کے مقرب مصاحب رہی ہے اور کمال کی مناسبت سے کلاونت کے لقب سے ملقب ہوئی۔

کلاونت دو کلمے سے مرکب ہے۔ کلا بمعنی ہو بہو و مخترع ترکیب ہی شعبہ و شش مقام امیر و ہندی۔ دوسرا معنی کلا کا روشنی اور ونت کا معنی صاحب ہے جیسا کہ فارسی میں مند یعنی طالعمند و ہنرمند۔ صاحب ایجاد اور راگوں کی ترکیب دینے والا۔

اکبر بادشاہ کے عہد میں میاں تان سین (جو قوم کا راجپوت کوت کہندارا تھا) نے علم موسیقی میں کمال تجربہ حاصل کیا تھا چنانچہ اس کمال کے بدولت بادشاہ کے بارگاہ سے کلاونت کا خطاب ملا تھا۔ اور اسکے بعد تان سین کا نواسہ میاں نعمت مشہور بہ سدا رنگ (جو میاں تان سین کا ثانی بلکہ اوس سے بھی ممتاز تر کہنا چاہیے) محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں فن موسیقی کی وجہ سے مقرب مصاحب ہو گیا تھا اور منصب پنجہزاری و خطاب خانی سے (بزمرہ کلاونت) بھی سرفرازی پائی تھی گانے بجانے میں سدا رنگ کی تعریف و توصیف خارج از بیان ہے چنانچہ محمد شاہ بادشاہ کے مصاحبین میں اسقدر اقتدار حاصل ہو گیا تھا کہ ہر وقت بارگاہ خسروی میں بار پاتا تھا بلا قید اوقات بلا باریابی کی اجازت تھی اسکے بعد فیروز خان مشہور بہ ادا رنگ جو میاں نعمت سدا رنگ کا شاگرد علم موسیقی میں نظیر اور شہرۂ آفاق ہوا ہے۔

چنانچہ فیروز خان ادا رنگ کے نغمات مثل ابو نصر فارابی کے تھے جسوقت چاہتا اپنے گانے سے روتے کو ہنسا دیتا۔ اور اوسی راگ کو ایسا منقلب کرتا کہ ہنستے کو رلا دیتا اسکے پانسو شاگرد تھے جو ہر ایک اپنے فن میں کامل تھا لیکن ان میں کریم خان قوم راجپوت کوت کہندارا (جو رشتہ میں تان سین کا نواسہ تھا) مستثنے اور کامل تھا جسکا شہرہ تمام ہندوستان میں پھیلا ہوا تھا جسوقت حیدر علیخان (حیدر نایک) ملک کرناٹک۔ دکن پر حکمران تھا۔ اوسکا ایک عزیز حلیم خان افغان میسور میں حاکم تھا۔ جس نے کمال اشتیاق کیساتھ کریم خان کو معقول رقم بھیجکر ہندوستان سے طلب کیا۔ چنانچہ خان مذکور حسب الحکم وارد دکن ہو کر حلیم خان کی ملازمت اختیار کی۔ چونکہ حلیم خان علم موسیقی سے ماہر تھا صرف سننے کا شوق رکھتا تھا اسلئے کریم خان برداشتہ خاطر ہو کر حیدرآباد آیا۔ اور نو سال تک راجہ گنپت داس و راجہ بھوانی داس (جو راجہ چندو لعل کے چچازاد بھائی تھے) کے سرکار میں بوجہ جوہر شناسی و قدر دانی کے ملازمت اختیار کی اسکے بعد

مقطعہ علی باغ۔ مقطعہ اونی پیٹہ۔ جاگیرات بھی تھین۔ چنانچہ بعد انتقال ماہ لقا بائی کے نواب سکندر جاہ بہادر کا حکم مہاراجہ چندو لال بہادر کے نام پر صادر ہوا۔ کہ ماہ لقا بائی کی تمام جائداد اور جاگیرات نگرانی مین لیلیے جاوین اور کنیزکون و خانہ زادونکو حسب مناسب تنخواہ کردیجائے پس مہاراجہ بہادر نے حسب فرمان شاہی ماہ لقا بائی کا تمام مال و اسباب جواہر نقدی وغیرہ کو منگا لیکر جاگیرات پر ضبطی بھیجدی۔ اور خالصہ کا عمل کرلیا گیا۔ اسکے بعد کنیزکون اور خانہ زادونکو فی ماہ کہ دس ۱۰ روپیہ۔ فی کنیز پانچ روپیہ۔ فی خانہ زاد سات روپیہ کے حساب سے تنخواہ اجرا فرمادی

دس سال تک نواب شکوہ جنگ بہادر (جو غفران مآب کے بھانجے داماد تھے) کے سرکار مین بسر کیا۔ بعد ازان بقضاء الٰہی فوت ہوا جسکا مزار کوہ شریف کے گنبد مین موجود ہے۔ مرحوم کے دو فرزند تھے۔ ایک عنا خان دوسرا خوشحال خان المتخلص فرزند آخر الذکر علم موسیقی اور زبان ہندی مثل برج بھاکا و تصنیف کبت دوہا وغیرہ مین باپ سے بہتر اور کامل تھا جسکی تصدیق مہاراجہ نے بھی کی تھی۔ لیکن چند روز کے بعد برگشتہ خاطر ہوکر وطن مالوفہ کا ارادہ کیا۔ مگر ماہ لقا بائی نے قدردانی سے جانے نہ دیا۔ چنانچہ خان نے بھی اوسکی قدردانی پر حویلی خاصہ تنگ مین (جو ماہ لقا کا مکان تھا) سکونت اختیار کی۔ اگرچہ راجہ چندو لال بہادر نے خان مذکور کو پچاس سوار سے سرفراز فرمایا تھا۔ لیکن سکونت ماہ لقا بائی کے پاس تھی۔ کبھی کبھی یادآوری کے موقع پر مہاراجہ بہادر کے انکے پاس جاتا تھا۔

اسکے سوا کبھی نہین۔ یا کبھی عیدین کے موقع پر نذر کے لئے حاضر ہوتا۔ اور ماہ لقا بائی اوسکی دلدہی اور دلجوئی مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھتی تھی اور ہزار ہا روپیہ سے سلوک کرتی تھی۔ آخر خوشحال خان نے ماہ لقا بائی کے گھر ہی مین انتقال کیا۔ جسکے محدثات سے اسوقت زنانی [illegible] ایک مسجد سر بفلک کشیدہ یادگار اور خوشحال خان کی مسجد کے نام سے موسوم ہے۔ ۱۲ مولف

اسکے قبل ہم نے بقول گلزار آصفیہ بیان کیا ہے کہ ماہ لقا بائی کا انتقال ۱۲۳۶ھ مین ہوا۔ مگر ایک سن رسیدہ حقانی ماہ لقا بائی کے علاقہ کی بی بی کا بیان ہے کہ ماہ لقا بائی نے ۱۲۴۰ھ مین انتقال کیا ہے اور اپنے بیان کی تصدیق مین اونہون نے ماہ لقا بائی کے مقبرہ کی کندہ تاریخ کے دو مصرعے حسب ذیل پیش کرتے مین [illegible]۔

(ہاتف غیبی ندا داد بتاریخ او چو راہی جنت شدہ ماہ لقای دکن) اور انہین صاحبہ نے ہم کو راج کنور بائی کے مقبرہ کی تاریخ بھی
۱۲۴۰ھ
دستیاب ہوئی جو نذر ناظرین ہے۔ دختر شاہ مردان راج کنور سخاوت پیشہ و اخلاق آرا ہا چو جمل بست آئین [illegible]
عجب بگذاشت دختر سر و بالا ہا کجو بی بہر اولیلی و شیرین اختر نشیں ماہ لقا معروف چندا ہا برائے انبساط روح [illegible]
بنا کرد این مکان فرحت افزا ہا بسال رحلت او گفت ہاتف ہا بیا سر زو جدا این عاجزہ را۔ ۱۲ مولف۔
۱۲۰۷ھ

ایک مدت تک یہی عمل جاری رہا لیکن جب نواب سکندرجاہ بہادر مغفرت منزل نے ۱۲۴۴ھ میں انتقال فرمایا۔ اور نواب ناصر الدولہ بہادر سریر آرائے سلطنت دکن ہوئے تو حسین افزا اور حسین لقا مثل ماہ لقابائی کے باریاب بارگاہ خسروی ہوئیں۔ اور روز بروز نوازشات شاہی مبذول ہونے لگیں اور ماہ لقابائی کا تمام مال و اسباب ان دونوں کو واپس ملا۔ اور جاگیرات وغیرہ بھی ان دونوں کے نام بحال کردئے گئے۔ چنانچہ یہ دونوں اپنے اپنے زمانہ زندگی تک عجیب پرور صاحب سلوک و قدردان و فیاض رہیں جو ابتک اونکی فیاضی اور قدردانی کا فسانہ بعض بعض کبیرسن حضرات کے زبان زد ہے۔ اور ان دونوں کی احداثات سے نام پلی کے رستہ میں ایک عالیشان باغ و مکان حسین لقا کے باغ سے موسوم اور لنگم پلی میں ایک عمدہ باغ و مکان حسین افزا کے نام سے ابتک مشہور ہے۔

حسین افزا اور حسین لقا کے پاس بھی پرورده لڑکیوں کی تعداد بیحد و بیشمار تھی۔ مگر اونمین سے حسین افزا کے تین پرورده نگینہ بائی۔ کامنی بائی۔ سالو بائی۔ اور حسین لقا کے دو پرورده موتی بائی۔ دلآرام بائی داخل محلات نواب افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان ہوئیں۔ چنانچہ فی الوقت حضرت سالو بائی صاحبہ و حضرت دلآرام بائی صاحبہ (محلات حضرت مغفرت مکان) زندہ و حی القائم ہیں۔ باقی نگینہ بائی صاحبہ و کامنی بائی صاحبہ و موتی بائی صاحبہ انتقال کر گئیں۔

حسین افزا نے ۱۲۶۰ھ میں انتقال کیا۔ اور حسین لقا نے ۱۲۶۲ھ میں وفات پائی۔ جب ان دونوں کا انتقال ہوگیا تو مصداق اسکے کہ آن قدح بشکست و آن ساقی نماند کے طائفہ کا جو باقی رہا۔ اور سب مثل اوراق پریشان کے ادہر اودہر ہوگئیں۔ اور ان دونوں کے بعد کوئی ایسی لائق و قابل نائکہ نہ ہی کہ ان اوراق پریشان کو اکٹھا کرکے شیرازہ باندہتی۔ اور ماہ لقا کے نام کو زندہ کرتی۔ بہرحال ماہ لقابائی کے واقعات اسوقت ایسے ہیں کہ خواب تہا جو کچھہ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا۔

یہان یہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے کہ حسین لقا و حسین افزا کے انتقال کے بعد مہاراجہ بہادر نے محمد مقبول مرحوم دختر ماہ لقابائی کی پرورش یافتہ متبنیٰ بہ نسبت دوسرون کے لائق و سر آوردہ تھے کو ایک زنجیر فیل ایک مادہ اسپ۔ ایک منزل میانہ۔ ساٹھہ روپیہ ماہوار۔ اور موضعات چنپال و شرچپلہ مقطعہ اڈمی میٹہ و علی باغ عطا و سرفراز کرکے ماہ لقابائی کے عاشورخانہ و مقبرہ و مسجد کا انتظام و اہتمام تفویض فرمایا چنانچہ محمد مقبول بعہد نواب ناصر الدولہ بہادر حسب عرض اور باریاب بارگاہ سلطانی تھے۔ اور خوب عروج و ترقی پائے۔ جب ۱۹ ذیحجہ ۱۲۷۱ھ کو محمد مقبول کا انتقال ہوگیا اونکے چار بیٹوں کے نام مع انکے پندرہ روپیہ حساب سے پورے ساٹھہ روپیہ ماہوار علیحدہ ہوگئے اور ایک مدت کے بعد تین بیٹوں کا انتقال ہوگیا۔ اب ایک بیٹا مسمی غلام علی اس وقت زندہ و حی القائم ہے جنکو پندرہ روپیہ ماہوار ملتی ہے اور جنکو دو لڑکے ہیں۔ اب بھی ماہ لقابائی کے عرس کو سرکار سے پانچ سو روپیہ اور عاشورخانہ کو ایک سو روپیہ سالانہ ملتے ہیں۔

اسکے قبل ہم لکھہ چکے ہین کہ ماہ لقا بائی لطیفہ گوئی اور بذلہ سنجی مین یکتائے روزگار تھین۔ چنانچہ اس وقت بھی ماہ لقا بائی کے لطیفے اکثر معمر اشخاص کے نوک زبان ہین۔ جنمین سے ایک دو ناظرین کے دلچسپی کیلئے ہم یہان نقل کرتے ہین۔

ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ جب ماہ لقا بائی دربار شاہی مین پہونچین تو اون کے اکلائی کے پلو سے ایک جوتی اٹک کر آنے لگی ایک ظریف امیر دربار مین موجود تھے۔ اُنہون نے کہا کہ بائی جی صاحبہ آپکا جوڑا تو آپ کے ساتھہ ساتھہ رہتا ہے جسکا جواب فوراً ماہ لقا بائی نے یہ دیا کہ واقعی ہم غریبون کا جوڑا ہمارے ساتھہ رہتا ہے۔ مگر آپ جیسے امیرون کا جوڑا خدمتگار کے بغل مین رہتا ہے۔

ایکبار ماہ لقا بائی کی سواری راستہ سے جارہی تھی۔ چہار مینار کے متصل پالکی مین سے چونے کی ڈبیا نیچے گری۔ ایک ظریف وہان موجود تھے۔ اونہون نے کہا کہ بائی جی صاحبہ کا انڈا گرگیا۔ ماہ لقا بائی نے پلٹ کر جواب دیا کہ کیا خوب گرتے ہی بانگ دینے لگا۔

ایکوقت ماہ لقا بائی دربار خسروی مین حاضر ہوئین تو وہان نواب بہرام الملک بہادر معہ اپنے چار صاحبزادونکے جو نہایت ہی عظیم الجثہ اور زبردست تھے تشریف رکھتے تھے۔ نوابصاحب نے ماہ لقا بائی سے مزاحاً کہا کہ بائی جی صاحبہ آپنے ان شیر بچون (اپنے فرزندونکے طرف اشارہ کرکے) کو دیکھا تو ماہ لقا بائی نے کیا برجستہ جوابدیا ہے کہ۔ ہان نوابصاحب شیر بچونکو تو مین نے دیکھا۔ مگر اول اوس گوہ کی تعریف کرنا چاہئے۔ کہ جس سے یہ شیر بچے برآمد ہوئے۔ اس جواب سے نوابصاحب بہت خفیف ہوئے۔

بہر حال اسی قسم کے اور لطیفے بہی موجود ہین۔ مگر بلحاظ طوالت نظر انداز کئے جاتے ہین۔ اور انہین مختصر حالات پر ماہ لقا بائی کی سوانح عمری ختم کیجاتی ہے۔ فقط۔